بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ونظر

عیسائی پادری کی توہین آمیز جسارت !

سیالکوٹ کے ایک پادری ولیم مسیح نے حال ہی میں ایک پمفلٹ نما اشتہار شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے: ''مسلمانو! جواب دو''۔ اس حد درجہ اشتعال انگیز اور توہین آمیز پمفلٹ میں پیغمبر اسلام حضرت محمدﷺ کی شانِ اقدس میں بے حد نازیبا کلمات ادا کرنے کے ساتھ ساتھ تمام مسلمانوں کو بلا استثنا 'چمار سے بھی زیادہ ذلیل' قرار دیا گیا ہے۔ اس پمفلٹ میں چند مسلمان علما کی کتابوں سے بعض جملے سیاق وسباق سے ہٹا کر نقل کئے گئے ہیں اور انہیں گستاخانہ جسارتوں کی تائید میں پیش کیا گیا ہے۔

پمفلٹ میں من جملہ دیگر گستاخانہ کلمات کے لکھا گیا ہے (نقل کفر، کفر نباشد):

> ''مسلمانو! جب تمہارے نبی مر کر مٹی میں مل گئے۔ جب تمہارے نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب تمہارے نبی کا علم بچوں اور پاگلوں جیسا ہے (نعوذ باللہ) تو ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے عیسیٰ کا کلمہ پڑھو کیونکہ تمہارے مسلمانوں کے قرآن سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور ہمارے عیسیٰ مسیح اندھوں کو بینائی بخشتے، کوڑھیوں کو تندرستی بخشتے، مردوں کو زندہ کرتے تھے اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح نے اپنی ماں کی گود میں اپنے نبی ہونے اور کتاب ملنے کا بتایا اور اپنی ماں کی پاک دامنی کا اعلان فرمایا اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح ہر پوشیدہ بات کا علم رکھتے تھے۔
>
> اس لئے آؤ اے مسلمانو! ہمارے نبی عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو جو زندہ بااختیار اور علم والے ہیں۔ ورنہ مردہ بے اختیار بے علم نبی پر تمہارا ایمان رکھنا بے سود ہے اور تم کافر ہی رہو گے۔ (استغفر اللہ)
>
> ...... مسلمان چھوٹا ہو یا بڑا، ربّ کے نزدیک چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔''☆

راقم الحروف کے علم کے مطابق اس شر انگیزی اور انتہا درجہ کی دل آزاری پر مبنی اشتہار کے متعلق نہ تو کسی معروف قومی روزنامے میں اب تک کوئی خبر شائع ہوئی ہے، نہ ہی سیالکوٹ یا قریبی علاقوں کے مسلمانوں کی جانب سے اس توہین رسالت پر مبنی اِقدام کی مذمت میں کوئی بیان شائع ہوا ہے، گستاخ پادری ولیم مسیح کے خلاف 'توہین رسالت' کے قانون کے تحت مقدمہ کے اندراج کا معاملہ تو بعید از قیاس ہے کیونکہ اس صورت میں این جی اوز نے طوفانِ بدتمیزی ضرور کھڑا کیا ہوتا!!

اسلام دشمن این جی اوز آئے دن واویلا کرتی رہتی ہیں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق کی پامالی

☆ یہ اشتہار ماہنامہ المذاہب کے مئی ۲۰۰۱ء کے شمارہ میں شائع ہوا ہے جسے ایک مسلمان خاتون نے بھجوایا تھا۔

کی جارہی ہے۔ اقلیتوں پر مبینہ ظلم وستم کی بڑی الم انگیز رپورٹیں تیار کر کے امریکہ اور یورپ بھجوائی جاتی ہیں۔ امریکی وزارت خارجہ، ایمنسٹی انٹرنیشنل اور دیگر یورپی انسانی حقوق کی تنظیموں کی جانب سے حکومت پاکستان پر مسلسل تنقید کی جاتی ہے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ میں ناکام رہی ہے۔

پاکستان میں متعصب قادیانی، عیسائی اور سیکولر دانشور اقلیتوں کا ذکر ایسے کرتے ہیں جیسے انہیں یہاں زندہ رہنے کا حق تک میسر نہیں ہے۔ یہودی لابیوں کے تنخواہ دار یہ 'دانشور' مسلسل پاکستان اور مسلمانوں کو بدنام کر رہے ہیں کہ وہ اقلیتوں کو ان کے مذہبی حقوق نہیں دیتے۔ یہ شرانگیز پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ مسلم اکثریت اقلیتوں کو نہ تو ان کے عقیدے کے مطابق مذہبی رسومات کی ادائیگی کی اجازت دیتی ہے نہ ہی انہیں اپنے عبادت خانوں میں آزادانہ عبادت کے حقوق میسر ہیں۔

انسانی حقوق کمیشن پاکستان کی تمام سالانہ رپورٹوں اور اس ادارے کے ماہانہ پرچے 'جہد حق' میں قادیانی اور عیسائی اقلیت پر ظلم وستم کی مبالغہ آمیز رپورٹیں تسلسل کے ساتھ شائع ہوتی ہیں۔ عیسائیوں کی زیرادارت نکلنے والے رسالوں 'شاداب'، کلام حق'، 'المکاشفہ' وغیرہ میں عیسائی اقلیت کی زبوں حالی کے من گھڑت واقعات شائع کر کے عیسائی اقلیت کو احتجاج پر اُبھارا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ سے روزنامہ 'پاکستان' میں اقلیتوں کے لئے کنول نصیر کی اِدارت میں الگ سے ایک ہفتہ وار ایڈیشن چھپ رہا ہے، اس کا مطالعہ کرنے سے بھی یہی بات سامنے آتی ہے کہ پاکستان میں عیسائی اقلیت کا ناطقہ بند کر دیا گیا ہے، انہیں کسی قسم کے حقوق حاصل نہیں ہیں۔

قارئین کرام! ذرا پادری ولیم مسیح کے مذکورہ بالا اشتہار کے لب و لہجے اور گستاخانہ کلمات کا موازنہ این جی اوز کی رپورٹوں سے کیجئے۔ اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کسی استدلال کے طومار کی ضرورت نہیں ہے کہ این جی اوز کی رپورٹیں پاکستان کے خلاف پراپیگنڈہ کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ جس ملک کا ایک معمولی پادری مسلمانوں کی عظیم اکثریت کے پیغمبر کے خلاف اس قدر آزادانہ اور بے باکانہ زبان درازی میں کسی قسم کا خوف محسوس نہ کرتا ہو، اس اقلیت کو اپنے مذہب کے مطابق عبادات سے آخر کیونکر روکا جاسکتا ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ تمام انبیاے کرام قابل احترام ہیں۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی سچا نبی سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ انبیا کے سلسلہ کی آخری کڑی ہیں، ان کی تشریف آوری کے بعد سابقہ انبیاے کرام کی شریعتیں منسوخ ہوگئی ہیں۔ اب الہامی تعلیمات پر اگر کوئی عمل کرنا چاہتا ہے تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبیؐ کی شریعت پر ایمان لائے۔ مسلمان غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دینا نیک عمل سمجھتے ہیں، مگر وہ اس مقصد کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا

کسی اور نبی کی تحقیر و تضحیک اور تخفیف کو حد درجہ قابل اعتراض سمجھتے ہیں۔ حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ''تم مجھے دیگر انبیاء پر فضیلت نہ دو...... مجھے حضرت موسیٰ پر فضیلت نہ دو'' وغیرہ (متفق علیہ)

مگر پادری ولیم مسیح نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے 'دعوت' کا جو اسلوب اختیار کیا ہے وہ ایک ناپاک جسارت ہے اور ۲۹۵۔سی کے قانون کے مطابق توہین رسالت کے زمرے میں آتی ہے۔ پاکستان میں ۲۹۵۔سی کے مخالفین یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اس قانون کے تحت ۹۹ فیصد مقدمات غلط درج کرائے جاتے ہیں، اس کے پس پشت محرکات ذاتی نوعیت کے ہوتے ہیں، اکثر مسلمان عیسائیوں کی زمینوں پر قبضہ کرنے کے لئے اس طرح کے بے بنیاد مقدمات درج کراتے ہیں وغیرہ۔ ۲۹۵ سی کے قانون کے خلاف چیخ و پکار کرنے والی حقائق نا آشنا این جی اوز پادری ولیم مسیح کی اس جسارت کے متعلق سکوت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ دیگر این جی اوز کو فی الحال ہم ایک طرف رکھتے ہیں، انسانی حقوق کمیشن پاکستان جو پاکستان میں این جی اوز کے نیٹ ورک کے لئے 'کوآرڈی نیٹر' کا کام کررہا ہے، ہم کمیشن کے چیئرمین افراسیاب خٹک سے دریافت کرتے ہیں:

۱۔ کیا ولیم مسیح پادری کی طرف سے جاری کردہ مذکورہ بالا اشتہار کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی نہیں ہے؟

۲۔ کیا اس اشتہار سے کروڑوں مسلمانوں کے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا ارتکاب نہیں کیا گیا؟

۳۔ اگر یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے، تو کیا انسانی حقوق کمیشن نے اس کے خلاف احتجاج کیا ہے؟ اگر پہلے نہیں کیا، تو اب نشاندہی پر وہ کیا اس مکروہ فعل کی مذمت کریں گے؟

۴۔ اگر ولیم مسیح پادری کے توہین آمیز اشتہار پر اس کے خلاف قانونِ توہین رسالت کے تحت مقدمہ درج کرایا جائے، تو کیا اس پر کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش ہوسکتی ہے؟

۵۔ کیا پاکستان کی اقلیتوں کو اس قدر آزادی دی جاسکتی ہے کہ وہ مسلم اکثریت کے خلاف اس طرح کی اشتعال انگیز کارروائی کی جسارت کرتی پھریں؟

۶۔ کیا انسانی حقوق کمیشن صرف اس وقت حرکت میں آتا ہے، جب کسی اقلیت کے حقوق کی پامالی کا خدشہ ہو، کیا مسلمانوں کے انسانی حقوق کی حفاظت اور وکالت اس کمیشن کے دائرہ کار سے باہر ہے؟

۷۔ اگر کمیشن کے دائرہ کار میں مسلمانوں کے حقوق شامل نہیں ہیں، تو اس کمیشن کا نام اقلیتی حقوق کمیشن کیوں نہیں رکھا جاتا؟

۸۔ اگر کسی مسلمان کی طرف سے عیسائیوں کو مسلمان بنانے کے لئے اس طرح کے اشتہار کے ذریعے

پر نیت کرنے والے کے بتلائے بغیر مطلع ہونا ممکن نہیں۔ (غیث الغمام: ص ۳۱۸)

دوسری طرف حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عمرؓ بلاشبہ جلیل القدر صحابہ ہیں۔ لیکن مسند روایات کے مقابلہ میں ان کے اَقوال کو اختیار کرنا دن کی روشنی میں چراغ جلانے کے مترادف ہے۔ ویسے بھی صحابہ کرام کئی طرح سے عنداللہ معذور ہیں لیکن واضح دلائل ثابت ہونے کے بعد ہمارے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہ جاتا۔

تعجب خیز بات یہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ جن پر فقہ حنفی کا انحصار ہے، وہ بھی جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے قائل ہیں۔ ان کے قول پر تو عمل نہیں کرتے دوسری طرف احناف حضرت ابوہریرہ کو تو غیر فقیہ قرار دیتے ہیں (جیسا کہ نور الانوار میں ہے) اس کے باوجود جنازہ میں فاتحہ پڑھنے کے سلسلہ میں ان کی بات کو تسلیم کرتے ہوئے ان کا 'غیر فقیہ' ہونا انہیں نظر نہیں آتا۔ احناف کے ہاں ان دو صحابہ کی اگر اتنی ہی عظمت ہوتی جتنی ظاہر کر رہے ہیں تو وہ انکی رِوایات کو کبھی ردّ نہ کرتے حالانکہ واقعات اس کے خلاف ہیں۔ حديث المصراة، حديث التسبيح اور أحاديث رفع اليدين وغیرہ اس امر کے واضح شواہد ہیں۔

احناف کی نماز جنازہ کو 'جھٹکا' سے تعبیر کرنا اگرچہ کسی حد تک سخت جملہ ہے لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ نمازِ جنازہ میں یہ طرزِ عمل جہاں خلافِ سنت ہے وہاں میت سے عدم اعتنائی کا مظہر بھی ہے۔

اب آخری بات یہ ہے کہ میرا تعاقب چونکہ ایک خاص مکتبِ فکر کے حاملین سے متعلق تھا۔ ظاہر ہے اس کے حقیقی مخاطب وہ لوگ ہیں جو اس بدعت کے موجد ہیں نہ کہ جملہ اَحناف، اگرچہ فقہی مسلک میں دیوبندی اور بریلوی سب متفق ہیں۔ مجھے قوی اُمید ہے کہ یہ چند گزارشات آپ کی تشفی کے لئے کافی ہوں گی۔ اللہ ربّ العزت ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین!

☆ سوال: ۱۔ عملی زندگی میں فقہ حنفی پر عامل میاں بیوی جب حنفی طلاق سے متاثر ہوجائیں تو حلالہ کی لعنت سے بچنے کے لئے مجبوراً کسی اہلحدیث سے فتویٰ حاصل کرکے اپنی مطلب براری کرلیتے ہیں اور اپنے عقیدہ یا عمل میں کوئی تبدیلی کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ یہ رجوع شریعت کی نظر میں کیسا ہے؟

۲۔ کچھ لوگ ایسے معروف ہوتے ہیں کہ سیاسی، سماجی حیثیت میں بہت مقبول ہوتے ہیں۔ ہر مسلک کے لوگوں سے ان کے تعلقات استوار ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی عزیز فوت جائے تو بلاتمیز مسلک و عقیدہ لوگ اس جنازہ میں صرف تعلقات نبھانے کی خاطر چلے جاتے ہیں۔ اس طرح کے جنازہ میں اہل علم وشعور کو شامل ہونا چاہئے یا نہیں؟

۳۔ رکوع میں تسبیحاتِ مسنونہ کے علاوہ کوئی دوسری دعا مانگ لینا کیسا ہے، سجدہ میں قرآنی دعا مانگے یا نہ؟

۴۔ نماز میں سجدۂ تلاوت آجائے تو کتنے سجدے کرنے ہیں۔ مسنونہ دعا کے علاوہ کوئی دوسری دعا مانگ لینے کا کوئی حرج تو نہیں۔ امام اپنی ضرورت کی کوئی دعا فرض نماز کے سجدہ میں مانگے تو خیانت تو نہیں بن جائے گی؟

۵۔ دایاں ہاتھ لکھنے میں مصروف ہو، وقت کی تنگی ہو، کوئی گرم مشروب مثلاً چائے وغیرہ بھی پینی ہو تو کیا یہ امر مجبوری بائیں ہاتھ سے مدد لی جاسکتی ہے؟

۶۔ ایک ساتھی کا کہنا ہے کہ کھجور کو سالم ہی منہ میں ڈال لو، توڑ کر نہ کھاؤ...... یہ مسئلہ کیسا ہے؟

۷۔ دائمی مسافر قرآنِ کریم کو اپنی جیب میں رکھ سکتا ہے لیکن اگر سفر میں پیشاب وغیرہ کی حاجت پیش آجائے اور جیب سے نکال کر رکھنے کی کوئی صورت نہ ہو تو پھر کیا کرے یا اضطرار میں جیب سے نکالنا یاد ہی نہ رہے؟

۸۔ دو آدمی باجماعت نماز پڑھ رہے ہیں اور تشہد میں بیٹھے ہیں۔ ان کے ساتھ تیسرا آدمی جماعت میں شامل ہونا چاہئے تو وہ کس طرح شامل ہو، کیا تشہد میں بیٹھے ہوؤں میں سے کسی کو اٹھائے؟

۹۔ قنوتِ نازلہ اگر قیام میں بھول جائے تو کیا تشہد میں پڑھ لی جائے؟

۱۰۔ عورت کو مہندی کس طرح لگانی چاہئے، پورا ہاتھ رنگ لے یا پھول بوٹے بنائے۔ علامہ وحید الزمان نے لغاتِ حدیث کی کتاب 'ذ' ص ۶۴ پر ام المومنین زینبؓ سے ایک قول نقل کیا ہے۔ صحیح صورت حال واضح کریں؟

۱۱۔ گھنی داڑھی والے کو خلال کس طرح کرنا چاہئے جب کہ جلد تک پانی پہنچانا مشکل امر معلوم ہو؟

۱۲۔ آدمی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد بھول گیا، سمجھا کہ ابھی نہیں پڑھی اور دوبارہ پڑھتے ہوئے یاد آجائے کہ میں نے تو پہلے بھی پڑھ لی تھی۔ کیا اب بعد والی فاتحہ قرات کو کفایت کرجائے گی؟

(عبدالرزاق اختر، رحیم یار خان)

جواب: ۱۔ اس قسم کے لوگوں سے کتاب وسنت پر مضبوطی سے عمل کرنے کا عہد لے کر پھر ہی فتویٰ دینا چاہئے۔ بہرحال دل کے بھیدوں کو جاننے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

۲۔ أمر بالمعروف والنھی عن المنکر کا فریضہ ادا کرے تو شرکت میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ بذاتِ خود ان کے شرکیہ امور اور بدعات سے اجتناب کرے۔ اگر دینی فرض ادا نہیں کرسکتا تو پھر شریک نہیں ہونا چاہئے۔

۳۔ رکوع اور سجود میں منصوص دعائیں، تسبیحات وغیرہ ہی پڑھنی چاہئیں۔

۴۔ سجدۂ تلاوت صرف ایک ہے، صرف مسنون دعا ہی پڑھنی چاہئے، جس کے الفاظ یوں ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِھَا عِنْدَكَ أَجْرًا وَضَعْ عَنِّیْ بِھَا وِزْرًا وَاجْعَلْھَا لِیْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَ كَمَا تَقَبَّلْتَھَا مِنْ عَبْدِكَ (ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ) روایت ہذا شواہد کی بنا پر حسن درجہ کی ہے۔ اور دوسری دعا سجد وجھی للذی خلقه اس کا سجدۂ نماز میں پڑھنا تو ثابت ہے

مگر سجدۂ قرآن میں پڑھنا بسند صحیح ثابت نہیں۔ صرف مسنون دعا پر اکتفا کرنا چاہئے۔ امام سجدہ میں صرف مسنون دعا کرے گا، اضافہ نہیں کرنا چاہئے۔ البتہ بحالت تشہد اختیار ہے کہ نمازی دین و دنیا کی بہتری کی جو دعائیں چاہے، کرسکتا ہے۔

۵۔ اچھے کاموں کے لئے اصل صرف دایاں ہاتھ ہے ہاں البتہ معاونت کی ضرورت ہو تو بائیں ہاتھ کو بھی ساتھ استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن اکیلے بائیں ہاتھ کو استعمال کرنا درست نہیں۔ الا یہ کہ شدید اضطراری حالت ہو۔ مگر آپ کی ذکر کردہ کیفیت کو حالتِ اضطراری قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۶۔ ایسا کوئی مسئلہ نہیں، حسبِ حاجت آدھی کھجور کھا سکتا ہے، چاہے سالم کھائے یا توڑ کر۔

۷۔ حسب المقدور بحالتِ سفر قرآن جیب سے نکال کر قضاء حاجت کے لئے جانا چاہئے، اضطراری حالت میں جیب وغیرہ میں بھی چھپایا جاسکتا ہے۔

۸۔ تیسرا آدمی بحالتِ تشہد امام کے بائیں طرف آکر بیٹھ جائے، کسی کو اُٹھائے مت۔

۹۔ قنوتِ نازلہ کا محل رکوع کے بعد ہے اور تشہد میں بھی دعائیں پڑھی جاسکتیں ہیں۔

۱۰۔ ہر دو صورت میں عورت کو مہندی لگانے کا اختیار ہے۔ اُمّ المؤمنین زینبؓ کا قول اس وقت میرے سامنے نہیں۔

۱۱۔ داڑھی کے بال میں اُنگلیوں کو داخل کر کے خوب خلال کرنا چاہئے ، جڑوں تک ضرور پانی پہنچانا چاہئے، سخت تاکید ہے۔

۱۲۔ ایسی صورت میں فاتحہ دوبارہ مکمل کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

☆ سوال: اللہ دتہ نے اپنی بیوی برکت بی بی کے ہاں پہلے بیٹے نیاز علی کی ولادت کے بعد اسے طلاق دے دی۔ برکت بی بی نے بعد از تکمیل عدت فضل دین سے نکاح کرلیا۔ نیاز علی بھی اپنی والدہ کے پاس فضل کے گھر ہی پرورش پاتا رہا۔ اس دوران برکت بی بی کے ہاں ایک بیٹا محمد خان اور دو بیٹیاں نذیراں بی بی اور رشیدہ بی بی پیدا ہوئیں۔ نیاز علی کی زندگی میں ہی اس کی حقیقی والدہ برکت بی بی اور حقیقی والد اللہ دتہ دونوں فوت ہوگئے جبکہ نیاز علی نے زندگی بھر شادی نہیں کی۔ نیاز علی کا ایک ہی حقیقی چچا اللہ رکھا بھی نیاز علی کی زندگی میں وفات پا گیا۔

اب قضاءِ الٰہی سے نیاز علی بھی فوت ہوگیا ہے۔ اس کی وفات کے وقت اس کے قریبی رشتہ داروں میں اس کی ماں جائے بہن بھائی (محمد خان، نذیراں بی بی، رشیدہ بی بی) اور اس کے چچا زاد تین بھائی (فضل، عبدل، شفیع) زندہ تھے۔ از راہِ کرم نیاز علی کی جائیداد کی شرعی تقسیم اور ورثا کے حصوں کی تفصیل بیان فرمائیں۔ (حامد رحمٰن، وزیر آباد)

جواب: اس صورت میں اَخیافی (ماں جائے) بھائی محمد خان اور بہن نذیراں بی بی کے لئے کل ترکہ سے ایک تہائی ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے: ﴿فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ﴾ (النساء:١٢)

"(اخیافی بھائی) اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے۔ (یہ حصے بھی) بعد اداءِ وصیت وقرض، بشرطیکہ ان سے میت نے کسی کا نقصان نہ کیا ہو (تقسیم کئے جائیں گے)۔"

واضح ہو کہ بایں صورت لڑکے اور لڑکی کے لئے حصہ برابر ہے۔ اور باقی ماندہ جائیداد کے حقدار بحیثیتِ عصبہ فضل، عبدل، شفیع تین چچازاد بھائی ہیں۔ بصورتِ نقشہ اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں

تصحیح مسئلہ کل حصص: ۹

اَخیافی بھائی	اَخیافی بہن	اَخیافی بہن	چچازاد	چچازاد	چچازاد
محمد خان	نذیراں بی بی	رشیداں بی بی	فضل	عبدل	شفیع
۱	۱	۱	۲	۲	۲

☆ سوال: محمد شفیع اور رضیہ بی بی کا نکاح ۸ رفروری ۱۹۹۸ء کو ہوا۔ اور مؤرخہ ۱۵ رجون ۱۹۹۹ء کو بچہ پیدا ہوا۔ محمد شفیع مؤرخہ ۴ جولائی ۱۹۹۹ء کو فوت ہوگیا۔ رضیہ بی بی اور بچہ اپنے والدین کے پاس ہیں، اب

الف: سامانِ جہیز کس کا حق ہے؟

ب: محمد شفیع نے جو زیور رضیہ بی بی کو بوقت شادی ڈالا تھا وہ کس کا حق ہے؟

ج: بچہ شرعی طور پر کس کے پاس رہے گا؟

جوابات: (الف) جہیز کا سامان چونکہ والدین کی طرف سے عورت کو ملتا ہے۔ اس لئے یہ خالصۃً اس کا حق ہے، شوہر کو اس میں کوئی دخل نہیں۔

(ب) شوہر کی طرف سے بیوی کو عطا کردہ زیور عرفِ عام میں اگر تو عورت کی ملکیت قرار دیا جاتا ہے تو المعروف کالمشروط کے اصول پر عورت اس کی مالکہ ہوگی۔

بصورتِ دیگر اس کو شوہر کے ترکہ میں شمار کرکے کل جائیداد کا آٹھواں حصہ بیوہ کو دیا جائے کیونکہ میت کی اولاد موجود ہے۔ قرآنِ مجید میں ہے: ﴿فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ﴾ (النساء:١٢)

(ج) ماں کا حق تربیت سب سے زیادہ ہے جب تک وہ آگے نکاح نہیں کرتی۔ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت کی کہ میرا بچہ اس کے باپ نے چھین لیا ہے تو آپ نے فرمایا: جب تک تو نکاح نہ کرے، اس کی زیادہ حقدار ہے۔ (بحوالہ مسند احمد، سنن ابوداود اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

محدث کی ویب سائٹ پر سابقہ دو سال کے تمام شمارے کسی وقت بھی مطالعہ کئے جاسکتے ہیں۔ جو لوگ ان مضامین کو دوبارہ شائع کرنا چاہیں، ان کے لئے ان مضامین کی ٹائپنگ بھی ویب سائٹ پر موجود ہے، آج ہی دیکھیں: www.isslam.com